السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے جناب برادر مکرم ڈاکٹر محمد امین حسین سلمہ اللہ کے نام۔

آپ کے اس خط کے جواب میں یہ خط لکھا جارہا ہے، جس میں آپ نے یہ تحریر کیا ہے کہ امید ہے کہ آپ حسب ذیل آیات کے معنی کی وضاحت فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں گے:

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ (الانعام ۶/۳)

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (البقرة ۲/۲۵۵)

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ (الزخرف ۴۳/۸۴)

امید ہے کہ آپ ان آیات کریمہ کے معنی اور اس احدیث مبارکہ کے معنی کی وضاحت فرمائیں گے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس بچی سے پوچھا کہ ''اللہ کہاں ہے؟'' تو اس نے کہا ''آسمان میں۔'' آپ ﷺ نے اس پوچھا کہ ''میں کون ہوں؟'' تو اس نے جواب دیا کہ ''آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' تو یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ''اسے آزاد کردو، یہ مومنہ ہے۔۔۔۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ان آیات کریمہ اور حدیث نبوی شریف کے عام معنی تو یہ ہیں کہ ان میں اللہ سبحانہ وتعالی کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے بلند وبالا اور ارفع واعلی ہے، تمام مخلوق کا وہ معبود ہے، اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے خواہ وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی، ظاہر ہو یا مخفی، نیز ان میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس سے عجز کی نفی کی گئی ہے۔

خاص معنی کے اعتبار سے ارشاد باری تعالی وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ کرسی کی عظمت ووسعت نیز اللہ سبحانہ وتعالی کی عظمت اور کمال قدرت پر دلالت کناں ہے۔ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ کے معنی یہ ہیں کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے مابین ہے، ان کی حفاظت کرنا اللہ تعالی کے لئے گراں یا دشوار نہیں ہے بلکہ اس کے لئے یہ بہت ہی آسان ہے۔ وہ ہر جاندار کے عمل کو دیکھ رہا اور تمام اشیاء کی نگہبانی فرما رہا ہے کہ کوئی چیز اس کی دسترس سے باہر ہے اور نہ وہ اس سے اوجھل ہو سکتی ہے، اس کے سامنے تمام اشیاء حقیر ہیں، متواضع، ذلیل اور چھوٹی ہیں اور سب اس کی محتاج اور فقیر ہیں، وہ غنی، حمید اور اپنے ارادہ کے مطابق کر گزرنے والا ہے، وہ جو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاسکتا جبکہ بندگان الہی سے پوچھا جائے گا، وہ ہر چیز پر غالب ہے، وہ ہر چیز کا محاسب ہے، وہ نگہبان، بلند وبالا اور عظیم ہے، اس کے سوا کوئی معبود اور پروردگار نہیں، اللہ تعالی نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ (الانعام ۶/۳)

''اور آسمان اور زمین میں وہی (ایک) اللہ ہے۔ تمہاری پوشیدہ اور ظاہر سب باتیں جانتا ہے اور تم جو عمل کرتے ہو سب سے واقف ہے۔''

تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جسے اللہ کہا جاتا ہے وہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ آسمانوں اور زمین میں بسنے والے، اس کی عبادت کرتے، اسے واحد مانتے اور اس کی الوہیت کا اقرار کرتے ہیں، اسے اللہ کے نام سے یاد کرتے اور شوق اور ڈر سے اسے پکارتے ہیں، سوائے ان جنوں اور انسانوں کے جنہوں نے کفر کو اختیار کر رکھا ہے۔ یہ آیت کریمہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا علم کس قدر بے پایاں ہے۔ اسے اپنے بندوں کے حالات کی اطلاع ہے اور وہ ان کے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے، خواہ وہ اعمال مخفی ہوں یا ظاہر کہ اس کے ہاں مخفی وظاہر اعمال یکساں ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندوں کے تمام اعمال سے خواہ وہ اچھے ہوں یا برے آگاہ ہے۔ اسی طرح

ارشاد باری تعالی ہے:

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ (الزخرف ۴۳/۸۴)

''اور وہی (ایک) آسمانوں میں معبود ہے اور (وہی) زمین میں معبود ہے اور وہ دانا (اور) علم والا ہے۔''

کے معنی یہ ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہی آسمانوں میں معبود ہے اور وہی زمینوں میں بھی معبود ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والے اسی کی عبادت کرتے ہیں اور سب اس کے سامنے عاجز و درماندہ ہیں سوائے اس کے جس پر بدبختی غالب آگئی ہو اور اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہو اور ایمان نہ لایا ہو، وہ اپنی شریعت وتقدیر میں دانا اور اپنے بندوں کے تمام اعمال کو جاننے والا ہے۔ اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (المجادلۃ۷/۵۸)

کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اللہ کو سب معلوم ہے (کسی جگہ) تین آدمیوں کا کانوں میں صلاح ومشورہ نہیں ہوتا مگر وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ کہیں پانچ کا مگر وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم یا زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں پھر جو کام یہ کرتے رہے ہیں قیامت کے دن وہ (ایک ایک) ان کو بتائے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

کے معنی یہ ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے تمام بندوں کے حالات سے آگاہ ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں، وہ ان کے کلام اور مخفی باتوں اور سرگوشیوں کو سنتا اور ان کے اعمال کو جانتا ہے۔ اللہ تعالی کے علم اور ان تمام باتوں کے سننے کے ساتھ ساتھ اس کی طرف سے مقرر کردہ فرشتے کراما کاتبین ان سب باتوں کو لکھتے بھی جا رہے ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے نزدیک اس آیت کریمہ میں مذکور ''معیت'' سے مراد ''معیت علم'' ہے یعنی اللہ تعالی اپنے علم کے ساتھ ان کے پاس ہے، ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے، ان کو دیکھ رہا ہے، اپنی مخلوق سے مطلع اور باخبر ہے کہ مخلوق کا کوئی کام بھی اس سے مخفی نہیں رہ سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی تمام مخلوق سے اوپر ہے، عرش پر اس طرح مستوی ہے جس طرح اس کے جلال اور عظمت کے لائق ہے اور وہ اپنی صفات میں مخلوق کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا، جس طرح کہ اس نے خود ہی ارشاد فرمایا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوری ۱۱/۴۲)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔''

پھر وہ روز قیامت اپنے بندوں کو ان تمام اعمال کی خبر دے گا جو انہوں نے دنیا کی زندگی میں کئے تھے کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا اور ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ وہ عالم الغیب ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی کوئی ذرہ بھر چیز بھی اس کے علم سے باہر نہیں بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز کتاب مبین میں لکھی ہوئی ہے۔

باقی رہی اس باندی والی حدیث جس کے آقا نے اسے مارنے کے کفارہ کے طور پر آزاد کرنا چاہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا ''آسمان میں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''میں کون ہوں؟'' تو اس نے جواب دیا کہ ''آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' تو آپؐ نے فرمایا ''اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔'' تو یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی مخلوق سے بلند ہے نیز اس بات کا اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اعتراف ایمان کی دلیل ہے۔

یہ ان آیات کے مختصر معنی ہیں جن کے بارے میں آپ نے پوچھا تھا، ان آیات اور ان کے ہم معنی ان صحیح احادیث کے بارے میں جو اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر دلالت کناں ہیں، مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مسلک اہلسنت والجماعت کو اختیار کرے اور وہ یہ کہ ان آیات واحادیث پر ایمان لایا جائے، جن امور پر یہ دلالت کرتی ہیں ان کی صحت کا اعتقاد رکھا جائے اور اللہ تعالی کے لئے انہیں اس طرح مانا جائے جس طرح اس کی ذات گرامی کے لائق ہے اور ان میں تحریف، تکییف اور تمثیل کی روش کو اختیار نہ کیا جائے کہ یہی وہ صحیح مسلک ہے جس پر سلف صالح گامزن تھے اور سب کا اس کی صحت پر اتفاق تھا۔ اسی طرح ہر مسلمان جو اپنے لئے سلامتی چاہتا ہے، پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ ان امور میں واقع ہونے سے اجتناب کرے جو اللہ تعالی کی ناراضی کا باعث ہیں اور ان اہل ضلالت کے راستے سے دور ہو جائے جو اللہ تعالی کی صفات کی تاویل کرتے اور ان کی نفی کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ان ظالموں اور جاہلوں کی باتوں سے بہت ہی بلند وبالا اور ارفع واعلی ہے۔ ہم آپ کے لئے ''العقیدۃ الواسطیۃ'' از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مع شرح از شیخ محمد خلیل ہر اس کا ایک نسخہ بھی ارسال کر رہے ہیں کیونکہ اس کتاب میں اس موضوع سے متعلق خاصی مفصل بحث ہے جس کے بارے میں آپ نے سوال کیا ہے۔ ہم اللہ تعالی کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو علم نافع اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے، نیز ہم سب کو اپنی رضا کے مطابق عمل کی توفیق ارزاں فرمائے۔

((انہ سمیع مجیب۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ))

فتاویٰ ابن باز